سپریم کورٹ رپورٹس [1996] SUPP.8 ایس۔سی۔آر

آل انڈیا انڈین اوورسیز بینک
شیڈولڈ کاسٹس اور شیڈولڈ ٹرائبس ویلفیئر ایسوسی ایشن اور دیگران
بنام
یونین آف انڈیا اور دیگر

31 اکتوبر 1996۔

[اے۔ایم۔احمدی، چیف جسٹس اور ایس۔پی۔بھروچا، جسٹس]

آئین ہند، :1950 آرٹیکل 338(8)اور(5)

قومی کمیشن برائے درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل ۔ عدالت دیوانی کے اختیارات۔ کمیشن کے ذریعہ۔کمیشن نے بینک کو ایک عبوری حکم جاری کیا ہے تاکہ مزید تحقیقات اور اس کو موصول ہونے والی کچھ شکایات پر حتمی فیصلہ آنے تک پروموشن کے عمل کو روک دیا جائے۔ منعقد :عدالت دیوانی کے اختیارات آرٹیکل 338(5)(اے) کے تحت کسی بھی معاملے کی تحقیقات یا آرٹیکل 338(5)(بی) کے تحت کسی بھی شکایت کی جانچ کے مقصد سے کمیشن کے ذریعہ استعمال کیے جاتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔عارضی یا مستقل حکم امتناع دینے کے مقصد کے لئے۔ کمیشن کو شکایت کی تحقیقات تک پروموشن کے عمل پر روک لگانے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ لہذا کمیشن کے عبوری حکم کو کالعدم قرار دیا گیا۔ آئین (65ویں ترمیم) ایکٹ،1990، دفعہ 8۔ انکوائری کمیشن ایکٹ،1952،دفعہ 4اور 5۔ سروس قانون۔

قومی کمیشن برائے درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل نے ایک عبوری حکم کے ذریعے مدعا علیہ نمبر 3 بینک کو ہدایت دی ہے کہ وہ مزید تحقیقات اور اس کو موصول ہونے والی کچھ شکایتوں پر حتمی فیصلہ آنے تک پروموشن کے عمل کو روک دے۔

مدعا علیہ نمبر 4، بینک آفیسرز ایسوسی ایشن اور مدعا علیہ نمبر 5 سے 8 جو ترقی کے لئے انتخاب کے امیدوار تھے، نے مذکورہ حکم کو چیلنج کرتے ہوئے ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی، جسے منظور کرلیا گیا۔ لہذا یہ اپیل۔

درخواست گزار کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ کمیشن کو آئین (65ویں ترمیم) ایکٹ، 1990 کے ذریعہ متعارف کرائے گئے آئین ہند کے آرٹیکل 338(5) اور (8) کے تحت عبوری حکم جاری کرنے کا اختیار حاصل ہے اور کمیشن کو تمام مقاصد کے لئے سول کورٹ کی طرح اختیارات حاصل ہیں۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے اس عدالت نے

آئین ہند کے آرٹیکل 338(8) کے تحت قومی درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کمیشن کو دیے گئے سول کورٹ کے طریقہ کار کے اختیارات آرٹیکل 338(5)(بی) کے تحت کسی بھی معاملے کی جانچ کرنے کے محدود مقصد کے لئے ہیں۔ عارضی یا مستقل حکم امتناع دینے کے سول کورٹ کے اختیارات کمیشن میں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی اس طرح کے اختیارات کا اندازہ آئین کے آرٹیکل 338 کی شق 8 کے مطالعے سے لگایا جاسکتا ہے۔[302-ایچ،303-اے]

2۔ کمیشن کو عبوری احکامات جاری کرنے کا کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے اور اس کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ مدعا علیہ نمبر 3 بینک کو مزید تحقیقات اور موصول ہونے والی شکایات پر حتمی فیصلہ آنے تک پروموشن کے عمل کو روکنے کا حکم جاری کرے۔[303-بی،297-ای]

بلی رام وامن ہیرے بنام جسٹس بی لینٹن،[1988] 4ایس سی سی 419، پر انحصار کرتے تھے۔

ایم۔ وی۔ راجوڑے بنام ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ حسن، اے آئی آر (1954) ناگالینڈ 71، کا حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : دیوانی اپیل نمبر 13700 آف 1996۔

1993 کے سی۔ڈبلیو۔پی نمبر 1362 میں دہلی ہائی کورٹ کے 17.5.93 کے فیصلے اور حکم سے۔

درخواست گزاروں کی طرف سے اے۔ایس۔نمبیار، ایس۔سی۔پال، جے۔ڈی۔جین، آر۔کے۔آزاد اور سنتوش سنگھ شامل ہیں۔

مدعاعلیہ نمبر 4 کے لئے ایس۔کے۔بساریہ۔

مدعاعلیہ نمبر 3 کے لئے آرموہن اور نیڈومارن

جواب دہندہ نمبر 1 کے لئے ڈی۔ایس۔مہرا کے لئے محترمہ بنوٹمٹا۔

عدالت کا فیصلہ اس طرح سنایا گیا:

احمدی، چیف جسٹس۔نے اجازت دے دی۔

4 مارچ 1993 کو لکھے گئے ایک خط نمبر 9/ڈی/ایس سی ٹی سی/ایم (ایس)/93 کے ذریعے قومی درج فہرست ذات وں اور درج فہرست قبائل کمیشن (جسے بعد میں 'کمیشن' کہا جاتا ہے) نے انڈین اوورسیز بینک کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر، مدعاعلیہ نمبر 3 کو ہدایت دی:

"نمبر 9/ڈی/ایس سی ٹی سی/ایم (ایس)/93 4 مارچ، 1993

محترم جناب کے۔سبرامنیم،

انڈین اوورسیز بینک میں ایس سی/ایس ٹی کے لئے ریزرویشن اور ان کے مفادات کو بری طرح متاثر کرنے والے دیگر معاملوں سے متعلق سرکاری ہدایات کی خلاف ورزی کے معاملے میں 8 فروری 93 کو کمیشن کا خط نمبر 9/ڈی/ایس سی ٹی/ایم (ایس)/92 تاریخ کا حوالہ دیں۔

کمیشن نے اس خط کے 7 دن کے اندر بینک سے جواب مانگا تھا۔تشویش کی بات یہ ہے کہ بینک کی جانب سے جواب آج تک کمیشن تک نہیں پہنچا ہے۔

اس معاملے کی بادی النظر میں جانچ پڑتال اور اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ بینک مبینہ طور پر پروموشن کے عمل کو آگے بڑھا رہا ہے، کمیشن آئین (65ویں ترمیم) ایکٹ، 1990 کی دفعہ 8 کے تحت حاصل اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے بینک کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ اس معاملے میں مزید تحقیقات اور حتمی فیصلے تک پروموشن کے عمل کو روک دے۔

کمیشن نے یہ بھی ہدایت کی ہے کہ مذکورہ معاملے سے متعلق بینک کی تحویل میں موجود تمام ریکارڈ اس کے سامنے پیش کیے جائیں۔اس مقصد کے لئے آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ آپ میرے دفتر سے ایک تاریخ معلوم کریں۔

برائے مہربانی تعمیل کا مشورہ دیں۔
آپ کا شکریہ۔

آپ کا مخلص،

ایس ڈی/۔
(بی۔سمیہ) رکن

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب یہ خط جاری کیا گیا تھا تو مدعا علیہ نمبر 3 دراصل مختلف سطحوں پر مختلف ملازمین کی ترقی کے بارے میں فیصلہ کرنے کے عمل سے گزر رہا تھا۔ 4 مارچ، 1993 کو جب یہ خط لکھا گیا تھا، تو مدعا علیہ نمبر 2 کو شاید اس دن جواب دہندہ نمبر 3 کے جواب کے بارے میں علم نہیں تھا، جس دن 18 فروری، 1993 کے خط میں اٹھائے گئے تمام سوالات کا جواب دیا گیا تھا، جو شاید آل انڈیا انڈین اوورسیز بینک کے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل ویلفیئر ایسوسی ایشن کے صدر کی نمائندگی پر لکھا گیا تھا۔ ہمارے

سامنے اپیل گزار نے پروموشن کے معاملات میں اپنے ممبروں کے ساتھ سنگین ناانصافی کا الزام لگایا۔ مذکورہ بالا مدعا علیہ نمبر 2 کے خط کے پیش نظر مدعا علیہ نمبر 3 نے اسی دن پروموشن کے عمل پر روک لگاتے ہوئے ایک خط جاری کیا۔ 6 مارچ 1993 کو انڈین اوورسیز بینک آفیسرز ایسوسی ایشن، مدعا علیہ نمبر 4 اور مدعا علیہ نمبر 5 سے 8، جو ترقی کے امیدوار تھے، نے 1993 کی رٹ پٹیشن (سول) نمبر 1362 دائر کی جس میں 4 مارچ 1993 کے حکم کو منسوخ کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے کے ذریعے رٹ پٹیشن کو اس نتیجے کے ساتھ منظور کیا کہ کمیشن کے پاس اس طرح کے عبوری احکامات جاری کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ لہٰذا یہ اپیل خصوصی چھٹی کے ذریعے کی گئی ہے۔

اس معاملے میں غور طلب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کمیشن کے پاس عبوری حکم کی نوعیت میں ہدایت جاری کرنے کا اختیار تھا؟ درخواست گزار اس معاملے کے حقائق پر کمیشن کے 4 مارچ 1993 کے خط کی حمایت کرتا ہے جو مبینہ طور پر 4 مارچ 1993 کے خط میں شامل اس قسم کی عبوری ہدایت کو منظور کرنے کا جواز پیش کرتا ہے۔ درخواست گزار آئین (65ویں ترمیم) ایکٹ، 1990 کے ذریعہ متعارف کرائے گئے آئین کے آرٹیکل 338، شقوں (5) اور (8) کا حوالہ دیتے ہوئے دلیل دیتا ہے کہ کمیشن کے پاس عوامی ریکارڈ حاصل کرنے کا اختیار ہے اور اس لئے وہ ہدایات جاری کر سکتا ہے جیسے اسے تمام مقاصد کے لئے سول عدالت جیسے اختیارات حاصل ہوں۔ مزید برآں درخواست گزار کا کہنا ہے کہ کمیشن کے ایک رکن کو بھی پورے کمیشن کی جانب سے ہدایت جاری کرنے کا پورا اختیار ہے اور اس لئے ہائی کورٹ نے یہ رائے ظاہر کرنے میں غلطی کی کہ کمیشن کا ایک بھی رکن 4 مارچ کے خط میں موجود ہدایت جاری نہیں کر سکتا تھا۔ درخواست گزار نے مزید دلیل دی کہ کمیشن کے عبوری حکم کے خلاف کوئی رٹ نہیں ہوگی۔

تاہم بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا کمیشن کے پاس 4 مارچ 1993 کے خط کے ذریعے دی گئی ہدایت جاری کرنے کا اختیار تھا۔ آئین کے آرٹیکل 338 کی شقیں (5) اور (8)، جسے اپیل کنندہ کمیشن کے اختیارات کا منبع قرار دیتا ہے، تیار حوالہ کے لئے حوالہ دیا جا سکتا ہے:

(5) یہ کمیشن کی ذمہ داری ہوگی:

(الف) اس کمیشن کے تحت یا کسی دوسرے قانون کے تحت یا حکومت کے کسی حکم کے تحت درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے لئے فراہم کردہ حفاظتی اقدامات سے متعلق تمام معاملات کی تحقیقات اور نگرانی کرنا اور اس طرح کے حفاظتی اقدامات کے کام کاج کا جائزہ لینا؛

(ب) درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے حقوق اور تحفظ سے محرومی سے متعلق مخصوص شکایات کی جانچ کرنا؛

(ج) درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی سماجی و اقتصادی ترقی کی منصوبہ بندی کے عمل میں حصہ لینا اور مشورہ دینا اور یونین اور کسی بھی ریاست کے تحت ان کی ترقی کی پیشرفت کا جائزہ لینا؛

(د) صدر کے سامنے سالانہ اور ایسے دیگر اوقات میں، جہاں کمیشن مناسب سمجھے، ان حفاظتی اقدامات کے کام کاج کے بارے میں رپورٹ پیش کرنا؛

(ای) اس طرح کی رپورٹ میں ان حفاظتی اقدامات کے مؤثر نفاذ کے لئے مرکز یا کسی ریاست کی طرف سے اٹھائے جانے والے اقدامات کے بارے میں سفارشات پیش کرنا اور درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے تحفظ، فلاح و بہبود اور سماجی و اقتصادی ترقی کے لئے دیگر اقدامات؛ اور

(ایف) درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے تحفظ، فلاح و بہبود اور ترقی اور ترقی کے سلسلے میں ایسے دیگر فرائض انجام دینا جیسا کہ صدر پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے کسی بھی قانون کی دفعات سے مشروط ہو۔

(6) صدر اس طرح کی تمام رپورٹوں کو پارلیمنٹ کے ہر ایوان کے سامنے ایک یادداشت کے ساتھ پیش کرے گا جس میں یونین سے متعلق سفارشات پر کی گئی کارروائی یا مقصد کی وضاحت کی جائے گی اور ایسی سفارشات میں سے کسی کو قبول نہ کرنے کی وجوہات کی وضاحت کی جائے گی۔

(7) جہاں ایسی کوئی رپورٹ یا اس کا کوئی حصہ کسی ایسے معاملے سے متعلق ہو جس سے کسی ریاستی حکومت کا تعلق ہو تو ایسی رپورٹ کی ایک کاپی ریاست کے گورنر کو بھیجی جائے گی جو اسے ریاست کی مقننہ کے سامنے ایک یادداشت کے ساتھ پیش کرے گا جس میں ریاست سے متعلق سفارشات پر کی گئی کارروائی یا مجوزہ کارروائی اور عدم قبولیت کی وجوہات کی وضاحت کی جائے گی۔ اگر کوئی ہو، ایسی سفارشات میں سے کوئی بھی.

(8) کمیشن ذیلی شق (اے) میں مذکور کسی بھی معاملے کی تحقیقات کرتے وقت یا شق (5) کی ذیلی شق (بی) میں مذکور کسی شکایت کی تفتیش کرتے وقت، مقدمہ چلانے والی سول عدالت کے تمام اختیارات حاصل کرے گا اور خاص طور پر مندرجہ ذیل معاملات کے سلسلے میں، یعنی:

(الف) ہندوستان کے کسی بھی حصے سے کسی بھی شخص کو بلانا اور اس کی حاضری کو نافذ کرنا اور حلف پر اس کی جانچ کرنا؛

(ب) کسی دستاویز کی دریافت اور پیداوار کی ضرورت؛

(ج) حلف نامے پر ثبوت حاصل کرنا؛

(د) کسی عدالت یا دفتر سے کوئی عوامی ریکارڈ یا اس کی کاپی طلب کرنا؛

(ای) گواہوں اور دستاویزات کی جانچ پڑتال کے لئے کمیشن جاری کرنا؛

(الف) کوئی دوسرا معاملہ جس کا فیصلہ صدر قانون کے ذریعے کر سکے۔

شق 8 کے سادہ مطالعے سے یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ کمیشن کو آئین کے آرٹیکل 338 کی شق 5 کی ذیلی شق (بی) میں مذکور شکایت کی ذیلی شق (بی) میں زیر غور تحقیقات کرنے کے مقصد کے لئے سول کورٹ کا اختیار حاصل ہے۔

شق (3) کی ذیلی شقیں (اے) سے (ایف) واضح طور پر اس علاقے کی نشاندہی کرتی ہیں جس میں کمیشن سول کورٹ کے اختیارات کا استعمال کرسکتا ہے۔کمیشن کے پاس ہندوستان کے کسی بھی حصے سے کسی بھی شخص کو طلب کرنے اور حاضری کو نافذ کرنے اور حلف پر اس کی جانچ کرنے کا اختیار ہے۔اس کے لئے دستاویزات کی دریافت اور پیداوار کی ضرورت ہوسکتی ہے،وغیرہ وغیرہ۔یہ تمام اختیارات تحقیقات یا انکوائری کو آسان بنانے کے لئے ضروری ہیں۔اس طرح کے اختیارات کمیشن کو سول کورٹ میں تبدیل نہیں کرتے ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ کمیشن آف انکوائری ایکٹ (1952) انکوائری کمیشن کو بھی اسی طرح کے اختیارات دیتا ہے۔کمیشن آف انکوائری ایکٹ، 1952 کی دفعہ 4 اور ذیلی دفعات (4) اور (5) جو اس طرح کے اختیارات فراہم کرتی ہیں، درج ذیل ہیں:

"4۔ کمیشن کے اختیارات : کمیشن کو مندرجہ ذیل معاملات کے سلسلے میں ضابطہ دیوانی، (ایکٹ 5 آف 1908) کے تحت مقدمہ چلاتے ہوئے سول کورٹ کے اختیارات حاصل ہوں گے،یعنی:

(الف) کسی شخص کو بلانا اور اس کی حاضری کو نافذ کرنا اور حلف پر اس کی جانچ پڑتال کرنا؛
(ب) کسی دستاویز کی دریافت اور پیداوار کی ضرورت؛
(ج) حلف نامے پر ثبوت حاصل کرنا؛
(د) کسی عدالت یا دفتر سے کوئی عوامی ریکارڈ یا اس کی کاپی طلب کرنا؛
(ای) گواہوں یا دستاویزات کی جانچ پڑتال کے لئے کمیشن جاری کرنا؛
(چ) کوئی اور معاملہ جو متعین کیا جاسکتا ہے۔

5۔ (4) کمیشن کو سول کورٹ سمجھا جائے گا اور جب کوئی جرم جیسا کہ تعزیرات ہند کی دفعہ 175، دفعہ 178، دفعہ 179، دفعہ 180 یا دفعہ 228 (ایکٹ XLV آف 1860) میں بیان کیا گیا ہے، کمیشن،کمیشن کی نظر یا موجودگی میں جرم سے متعلق حقائق اور ملزم کے بیان کو ریکارڈ کرنے کے بعد، جیسا کہ ضابطہ فوجداری میں بیان کیا گیا ہے، 1898 (1898 کا ایکٹ 5) اس معاملے کو ایک مجسٹریٹ کو بھیجتا ہے۔جس کے پاس اس پر مقدمہ چلانے کا اختیار ہوتا ہے اور جس مجسٹریٹ کو ایسا کوئی مقدمہ بھیجا جاتا ہے وہ ملزم کے

خلاف شکایت کی سماعت اس طرح کرے گا جیسے یہ معاملہ ضابطہ فوجداری، 1898 کی دفعہ 482 کے تحت اس کے پاس بھیجا گیا ہو۔

(5) کمیشن کے سامنے کسی بھی کارروائی کو تعزیرات ہند کی دفعہ 193 اور 228 (ایکٹ XLV آف 1860) کے تحت عدالتی کارروائی سمجھا جائے گا۔

ایم۔وی راجوڑے بنام ڈاکٹر ایس۔ایم۔حسن، اے آئی آر (1954) ناگپور 71 میں اس سوال پر غور کیا گیا کہ کیا مذکورہ دفعات کی بنیاد پر انکوائری کمیشن کو توہین عدالت ایکٹ، 1971 کے مقصد کے لئے عدالت دیوانی سمجھا جا سکتا ہے۔ ہائی کورٹ نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:

انہوں نے کہا کہ دفعہ 4 سے ایسا لگتا ہے کہ یہ کمیشن کو صرف عدالت دیوانی کے کچھ اختیارات دیتا ہے لیکن اسے عدالت کا درجہ نہیں دیتا ہے۔ دفعہ 5 کی ذیلی دفعہ (4) کے تحت ہی کمیشن کو عدالت دیوانی سمجھا جاتا ہے اور ذیلی دفعہ (5) اس کے سامنے ہونے والی کارروائی کو عدالتی کارروائی کی نوعیت فراہم کرتی ہے۔ تاہم، یہ دفعات صرف ایک افسانہ تخلیق کرتی ہیں جو اس مقصد سے آگے نہیں بڑھ سکتی جس کے لئے اسے تخلیق کیا گیا ہے۔

ایم۔وی۔راجوڑے (سپرا) کے معاملے میں فیصلہ اس عدالت نے ڈاکٹر بلی رام وامن ہیرے بنام جسٹس بی لینٹن اور دیگر کے معاملے میں منظوری کے ساتھ بھیجا تھا، [1988] 4 ایس سی سی 419۔ اس معاملے میں سوال یہ تھا کہ کیا کمیشن آف انکوائری ایکٹ، 1952 کی دفعہ 3 (1) کے تحت تشکیل دیا گیا انکوائری کمیشن دفعہ 195 (ایل) (بی) کرمنل پروسیجر کوڈ، 1973 کے مقصد کے لئے ایک عدالت تھا۔ عدالت کے روبرو موقف اختیار کیا گیا کہ کمیشن آف انکوائری ایکٹ کی دفعہ 5 کی ذیلی شق (4) نے ایک قانونی افسانہ تخلیق کیا جس کے ذریعے انکوائری کمیشن کو تمام مقاصد کے لیے عدالت دیوانی سمجھا جاتا ہے۔ یہ کہا گیا تھا کہ ذیلی دفعہ (4) کے پہلے حصے میں "تمام مقاصد کے لئے" کے الفاظ موجود نہیں ہیں اور عدالت، اس شق کی تشریح کی آڑ میں، کوئی کیسس اومسس فراہم نہیں کر سکتی ہے۔ عدالت نے مزید کہا کہ افسانہ تخلیق کرنے کا مقصد ذیلی شق 4 کے دوسرے حصے میں ظاہر ہوتا ہے، یعنی پرانے کوڈ کی دفعہ 482 اور نئے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 346 کے تحت کارروائی کے مقصد سے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں آرٹیکل 138 کی شق 8 میں استعمال ہونے والے الفاظ یہ ہیں کہ" کمیشن ... مقدمہ چلانے کے لئے عدالت دیوانی کے تمام اختیارات ہیں ۔لیکن 'عدالت دیوانی کے تمام اختیارات' کا استعمال ذیلی شق (اے) میں مذکور کسی بھی معاملے کی تفتیش کرتے وقت یا شق 5 کی ذیلی شق (بی) میں مذکور کسی بھی شکایت کی تفتیش کرتے وقت کیا جانا چاہیے ۔عدالت دیوانی کے تمام طریقہ کار کے اختیارات کمیشن کو ان معاملات کی تحقیقات اور تفتیش کے مقصد سے دیئے گئے ہیں اور وہ بھی صرف اس محدود مقصد کے لئے ۔عارضی یا مستقل حکم امتناع دینے کے عدالت دیوانی کے اختیارات کمیشن میں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی آئین کے آرٹیکل 338 کی شق 8 کے مطالعے سے اس طرح کے اختیارات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے یا حاصل کیا جاسکتا ہے ۔

کمیشن کو عبوری حکم امتناع جاری کرنے کا کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے، لیکن اس کے پاس 4 مارچ 1993 کے خط میں پائے جانے والے اس قسم کا حکم جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے ۔دائرہ اختیار نہ ہونے کی وجہ سے یہ حکم ہی خراب ہے، اپیل میں اٹھائے گئے دیگر تمام سوالات اور غور وفکر بے معنی ہیں ۔ ہائی کورٹ نے جو موقف اختیار کیا وہ جائز تھا ۔اپیل خارج کردی جاتی ہے ۔کوئی لاگت نہیں ۔

وی ۔ایس ۔ایس

اپیل خارج کردی گئی ۔

Meraj U Din Sofi
2024.07.16 11:33
I am the author of this document